رسائل و مسائل

سمتِ قبلہ کی شرعی یا حسابی تحقیق و تعیین

جناب ملک غلام علی صاحب

سوال:- میں ایک مسئلے میں آپ سے رہنمائی اور ہدایت حاصل کرنا چاہتا ہوں جس نے میرے ملک گی آنا (GUYANA) میں بڑا خلفشار پیدا کر دیا ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ بعض جدید آلات کی مدد سے اس بات کا ادعا و انکشاف کیا گیا ہے کہ ہماری مسجدوں کے محراب خانہ کعبہ سے ۳۸ یا ۴۰ درجے ہٹے ہوئے ہیں۔ بہت سے مسلمانوں کا یہ مطالبہ ہے کہ ان مسجدوں کو منہدم کر کے یا ترمیم کر کے اُن میں قبلے کا رُخ ٹھیک بیت اللہ کی طرف کیا جائے تاکہ نمازوں کی ادائیگی صحیح ہو۔ بعض دوسرے حضرات کے نزدیک ایسا کرنا ضروری نہیں ہے۔ وہ درمختار کی ایک عبارت پیش کرتے ہیں جس کی رُو سے ۴۵ درجے یا زاویے سے کم کی حد تک اگر محراب کا رُخ ہٹا ہوا ہو تب بھی مسجدوں کا رُخ صحیح اور اُن میں نماز جائز ہے۔ لیکن گروہِ اوّل کا کہنا یہ ہے کہ یہ کتاب بہت پہلے زمانے میں لکھی گئی جب کہ قبلے کی سمت کا تعین اس طرح ممکن نہیں تھا، جیسا کہ آج ٹیکنالوجی کے بل پر ممکن ہے۔ اس لیے ہمیں ٹھیک ٹھیک سمت قبلہ مقرر کرنی چاہیے۔

براہ کرم واضح کریں کہ درمختار کے فتوے پر اس زمانے میں بھی عمل ہو سکتا ہے یا نہیں اور قبلے کے رُخ میں اگر کسی حد تک کمی بیشی ہو جائے تو نماز صحیح ہو گی یا نہیں؟ اور ہو گی تو اس فرق کے لیے کوئی حد متعین ہو سکتی ہے یا نہیں۔

جواب:- آپ کے سوال کے جواب میں سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ شریعت نے ہمیں اس بات کا مکلف

نہیں کیا کہ ہم سائنسی علوم اور اُن کے ایجاد کردہ آلات پر انحصار کو دینی اعمال کی تعمیل کے لیے شرط لازم قرار دے دیں۔ یہ شرط ہر حالت میں پوری بھی نہیں ہوسکتی اور دُنیا بھر کے مسلمانوں کے لیے آج کل بھی تردد اور مشقت کا باعث بن سکتی ہے۔

قرآن کریم میں استقبالِ قبلہ کے لیے "شطر المسجد الحرام" کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ جس سے مراد یہ نہیں ہے کہ بالکل ناک کی سیدھ میں قبلے کا رُخ متعین کر کے دُنیا کے ہر حصے میں نماز پڑھی جائے۔ بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ فی الجملہ نمازی اس طرف منہ کرلے جس طرف بیت اللہ ہے۔ سنن ترمذی کتاب الصلوٰۃ باب "ماجاء ان بین المشرق والمغرب قبلۃ" کے تحت حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔

"قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما بین المشرق والمغرب قبلۃ"

یعنی ہمارا قبلہ مشرق اور مغرب کے درمیان ہے۔

یہ ارشاد اہلِ مدینہ کو سامنے رکھ کر فرمایا گیا۔ اہل مدینہ جنوب کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھتے ہیں، کیونکہ وہ مکۂ شریف سے شمال کی جانب ہیں۔ اس ارشاد سے معلوم ہوا کہ اہل مدینہ کا رُخ مشرق اور مغرب کے مابین ہونا چاہیے تو وہ قبلہ رُو سمجھے جائیں گے۔ یہ حدیث دوسرے صحابہؓ سے بھی مروی ہے۔ اس سے فقہاء نے جن میں فقہائے حنفیہ بھی شامل ہیں یہ استنباط کیا ہے کہ استقبالِ قبلہ میں تھوڑا بہت تفاوت مضر نہیں ہے۔ خود مدینہ منورہ کے بارے میں جب آلات کی مدد سے تفتیش کی گئی ہے تو مسجد نبوی کا رُخ بھی عین بیت اللہ کی سیدھ میں نہیں ہے۔

اس اصول کو علماء نے یوں بھی بیان فرمایا ہے کہ جس شخص کو بیت اللہ سامنے نظر آرہا ہو اُس پر تو لازم ہے کہ وہ ٹھیک بیت اللہ کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھے۔ لیکن بیت اللہ جس کے سامنے نہیں ہے۔ اس سے اگر تھوڑا بہت انحراف بھی ہوجائے تو اُس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ فقہائے حنفیہ نے یہ بھی بیان فرمایا ہے کہ جس دیار میں مسلمانوں نے قدیم زمانے میں ایک خاص رُخ پر مسجدیں بنا دی ہوں اور بعد میں یہ منکشف ہو کہ اُن کی سمت میں تھوڑا بہت تفاوت ہے تو اُن مسجدوں کی اُکھیڑ پچھاڑ اور سمتِ قبلہ کی تصحیح کی کوشش صحیح نہیں ہے۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ آئندہ کوئی مسجد بنائی جائے تو اس میں زیادہ تحقیق و تدقیق عمل میں لائی جاسکتی ہے اگرچہ وہ بھی لازم نہیں ہے۔

البحر الرائق میں فتاوی خیریہ کے حوالے سے امام ابوحنیفہؒ کا یہ قول منقول ہے "وعن ابوحنیفة المشرق قبلة اهل المغرب والمغرب قبلة اهل المشرق والجنوب قبلة اهل الشمال والشمال قبلة اهل الجنوب وعليه فالانحراف القليل لا يضر۔"

"امام ابوحنیفہؒ سے منقول ہے کہ اہل مغرب کا قبلہ مشرق ہے اور مشرق والوں کا قبلہ مغرب ہے شمال والوں کا قبلہ جنوب ہے اور جنوب والوں کا قبلہ شمال ہے۔ پس تھوڑے سے بہت اختلاف میں کوئی مضائقہ نہیں۔"

قلیل و کثیر انحراف کی مزید تعیین و تشریح بھی فقہاء نے اس طرح فرمائی ہے کہ ۴۵ درجے تک انحراف ہو تو قلیل ہوگا اور اس سے زائد ہو تو کثیر شمار ہوگا۔

اس سلسلے میں در مختار کی جو عبارت نقل کی گئی ہے وہ ٹھیک اور منشائے شریعت کے مطابق ہے اور موجودہ حالات پر بھی اس کا اطلاق ہو سکتا ہے۔ کیونکہ اس زمانے میں جب درجات کی پیمائش کے بعد یہ فتوٰے دیا گیا ہے تو درجات میں تو کوئی کمی بیشی جغرافیہ یا جیومیٹری کے حساب کی رو سے نہیں ہو سکتی۔ اس کے حق میں کتاب و سنت سے بھی دلائل موجود ہیں۔ جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے۔ فتاوی خیریہ میں یہ قول بھی نقل کیا گیا ہے۔

"ومن القواعد الفلكية اذا كان الانحراف عن مقتضى الادلة اكثر من خمس واربعين درجة يمنة اويسرة يكون ذلك الانحراف خارجا عن جهة الربع الذى فيه مكة المشرفة۔"

یعنی ۴۵ درجے سے زائد کا انحراف سمتِ قبلہ کو تبدیل کر دے گا کیونکہ رُخ اس چوتھائی حصۂ زمین سے ہٹ جائے گا جس میں مکہ معظمہ ہے اور ایسا تفاوت مفسدِ صلوٰۃ ہوگا۔ اس سے کم تر انحراف میں کوئی حرج نہیں ہے۔

آپ نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ آپ کے ہاں کی مساجد میں تفاوت و انحراف ۳۸ یا ۴۰ درجے سے زائد نہیں ہے، اس لیے اتنے فرق کے باوجود ان مساجد کی سمتِ قبلہ کو صحیح سمجھا جائے گا اور ان کے اندر کسی ردوبدل کی ضرورت نہیں ہوگی۔ ہند و پاکستان میں بھی ایک زمانے میں ایک صاحب نے جو ریاضی

(باقی بر صفحہ ۳۸)